موانعِ ہدایت

(ہدایت سے روکنے والے امور)

تحریر

عبد الرحمن بن یحییٰ

ترجمہ

عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ

نشر واشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

مملکت سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على رسول الله وبعد:

جب بندہ پر نعمت کی تکمیل ہدایت اور رحمت کے ذریعہ انجام پذیر ہوئی اور ان کے دو منافی امور یعنی ضلالت اور غضب ٹھہرے، تو اللہ سبحانہ نے ہمیں حکم دیا کہ شب وروز کئی بار ہم اس سے یہ سوال کریں کہ وہ ہمیں ان لوگوں کے راستہ کی ہدایت عطا فرمائے جن پر اس کا انعام واکرام ہوا، اور وہی لوگ صاحب ہدایت ورحمت ہیں، اور ہمیں ان لوگوں کے راستے سے دور رکھے جن پر غضب نازل ہوا، اور وہ ان لوگوں کے برعکس ہیں جن پر اللہ کی رحمت برستی ہے، اور گمراہ لوگوں کے راستے سے بھی (دور رکھے) جو کہ ہدایت یافتہ لوگوں کے برخلاف ہیں۔ لہٰذا یہ دعا جامع ترین، افضل اور واجب ترین دعاؤں میں سے ہے۔

اسی بنا پر بندہ کو اس بات کی اشد حاجت بلکہ ضرورت ہے کہ وہ ہر روز سترہ مرتبہ بطور فرض اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کی ہدایت کے لئے سوال کرے، لیکن کبھی کبھار دعا کرنے والے کے نفس میں دعا کی کمزوری کی وجہ سے وہ شرف قبولیت سے باریاب نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ سے یہ حدیث وارد ہے کہ: ((**اللہ تعالیٰ کسی کاہل اور غافل دل والے کی دعا نہیں قبول کرتا**))۔ چنانچہ دورانِ دعا دل کی غفلت دعا کی قوت (تاثیر) کو کمزور کر دیتی ہے۔ بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں کہ: کثرت دعا

اور یکسوئی کے باوجود ہمیں ہدایت کی کمزوری کی شکایت کیوں ہے؟ مجھے ہدایت کی رغبت وخواہش ہے لیکن میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا، آخراس کا سبب کیا ہے؟

یہ ہے مسئلہ کی صورتحال، تو اس کے اسباب اور نتائج کیا ہیں؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟!

بلا شبہ موانع ہدایت (ہدایت سے روکنے والے امور) بہت زیادہ ہیں جو کہ کبھی کبھار یکبارگی سب کے سب کسی ایک شخص کے اندر جمع ہو جاتے ہیں، اور کبھی کبھی کچھ موانع نہیں پائے جاتے ہیں، اور کبھی تو بندہ اور اسکی ہدایت کے درمیان صرف ایک مانع حائل ہوتا ہے۔

بہرکیف یہاں ہم دس موانع کا ذکر کررہے ہیں:

۱-معرفت کی کمزوری (علم کی کمی): ہدایت کے موانع (روکنے والی چیزوں) میں سے ایک مانع معرفت کی کمزوری ہے؛ کیونکہ بندہ کا کمال دو چیزوں میں ہے: باطل سے حق کی معرفت (حق وباطل کی تمیز اور پہچان) اور باطل پر حق کو ترجیح دینا۔ اس لئے کہ بعض لوگ حق کی معرفت تو رکھتے ہیں لیکن حق کو باطل پر ترجیح دینے کا داعیہ ان کے اندر کمزور ہوتا ہے، اور جاہل کو جب (حق کی) معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ تابعداری اور اتباع کے قریب ہو جاتا ہے، اور اس طرح وہ حق کی طرف پہنچنے کا آدھا راستہ طے کر لیتا ہے اور اس کے لئے صرف رشد وہدایت پر قوت وعزیمت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَزِيْمَةَ عَلَى

الرُّشْدِ)) (احمد) اے اللہ میں تجھ سے رشد وہدایت پر عزیمت کا سوال کرتا ہوں۔

﴿وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْراً﴾

''اور جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو اس چیز پر صبر بھی کیسے کر سکتے ہیں؟'' (الکہف:٦٨)

یہی وہ سبب ہے جو بہت سے کفار اور ان کے قبول اسلام کے درمیان حائل بن گیا، کیونکہ وہ اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں اور اس کے باوجود اسے ناپسند کرتے ہیں، اور جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے کہ: **لوگ جس چیز سے ناواقف ہوتے ہیں اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔**

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمان اس دین کی حقیقت سے نابلد ہیں، چنانچہ بعض (مسلمان) لوگ کہتے ہیں کہ: جب میں نے توبہ کر لیا اور اللہ کی طرف انابت اختیار کر لی اور نیک عمل کرنے لگا تو میری روزی تنگ ہوگئی اور معیشت مکدر ہوگئی۔ اور جب میں معصیت کی طرف پلٹ گیا اور اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دیا تو میرے پاس روزی اور مدد دوبارہ آگئی، اور اسی طرح کی دیگر باتیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ محض اپنے پیٹ اور خواہش نفس کے لئے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب اس طرح کی صورتحال پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ بندہ کے صدق وصفا اور اس کے صبر کی آزمائش کرتا ہے۔ پس لا الہ الا اللہ ! کتنے جاہل عبادت گذار، بے بصیرت دین پرست اور علم کی طرف انتساب رکھنے والے جنہیں دین کے حقائق کا کچھ پتہ

نہیں، اس دھوکہ خوری میں فاسد اور برباد ہو گئے۔

کیا آپ نے اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔" (الحج:۱۱)

پس سبحان اللہ! اس فتنہ نے کتنے ہی لوگوں کو اس دین کی حقیقت کی انجام دہی سے باز رکھا، اور اس کا سبب دین سے ناواقفیت اور اس نعمت کی حقیقت سے نادانی ہے جس کے لئے وہ کوشاں ہے اور جس تک پہنچنے کے لئے وہ سعی وعمل کر رہا ہے، **ورنہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیاوی نعمتوں کی کیا نسبت ہے؟** البتہ جہاں تک اوامر اور نواہی کا تعلق ہے تو یہ رحمت اور بچاؤ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مومنوں کے لئے بے کیف وسرور بنا دیا ہے تا کہ وہ دنیا کی طرف مائل نہ ہوں اور اسی پر مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ آخرت کی نعمتوں کی رغبت وخواہش کریں۔

۲- عدم اہلیت: موانع ہدایت میں سے عدم اہلیت (نا اہلی) بھی ہے؛ کیونکہ کبھی کبھار (آدمی کو) دین کی مکمل معرفت حاصل ہوتی لیکن اس کے اندر (حق کو قبول کرنے کی) اہلیت اور قابلیت ناپید ہوتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْراً لَّأسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعْرِضُونَ﴾

''اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتا اور اگر اب ان کو سنادے تو ضرور روگردانی کریں گے بے رخی برتتے ہوئے۔'' (الانفال:۲۳)

ان کی مثال اس سخت زمین کی طرح ہے جو پانی سے سیراب ہوتی ہے لیکن وہ اپنی نااہلیت کی بنا پر پودوں کو اگانے کے قابل نہیں رہتی ہے، لہذا جب دل سخت وسنگ ہو جاتا ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے بعید ترین دل وہ ہے جو پتھر کی طرح سخت ہو۔ اسی طرح اگر دل بیمار ہو، اسکے اندر نہ قوت ہو نہ عزیمت، تو اس میں علم اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ ان کی صفات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾

''اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور) کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوش ہو جاتے ہیں۔'' (الزمر:۴۵)

۳- کبر وحسد: موانع ہدایت میں سے کبر وحسد بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: ((**حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر وکمتر سمجھنا۔**)) اور اس کی ضد تواضع اور خاکساری ہے یعنی حق کو قبول کرنا خواہ وہ کسی کے بھی ساتھ ہو اور نرم خوئی اختیار کرنا، اور متکبر شخص اپنے قول وفعل کے لئے متعصب ہوتا ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس نے ابلیس کو جب اسے سجدہ کا حکم دیا گیا اس کی

تابعداری نہ کرنے پر برانگیختہ کیا، اور یہی اولین وآخرین کی بیماری ہے الا یہ کہ اللہ جس پر رحم فرمائے ، اور اسی وجہ سے یہود بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے پیچھے رہے، حالانکہ وہ آپ ﷺ کو بخوبی پہچانتے تھے اور آپ کا مشاہدہ کر چکے تھے اور آپ کی نبوت کی صحت کو بھی جانتے تھے۔(جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءهُمْ وَإِنَّ فَرِيقاً مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾

''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔'' (البقرۃ:١٤٦)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ وہ (یہود) رسول ﷺ کی صفات کو بالکل ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن وہ جھوٹے لوگ ہیں۔اور اسی بیماری کی وجہ سے عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی ایمان لانے سے باز رہا، اور اسی سبب سے ابوجہل بھی ایمان سے پیچھے رہ گیا، چنانچہ جب اس سے ایک آدمی نے پوچھا کہ وہ رسول ﷺ کو سچا سمجھنے کے باوجود اسلام قبول کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے جواب دیا ہم نے اور بنی ہاشم نے شرف (فخر ونسب) میں مقابلہ کیا یہاں تک کہ ہم دونوں ریس کے دو گھوڑے کے مانند تھے، انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ ہمارے نسب سے ایک نبی ہے، تو ہم اس مرتبہ کو کب پا سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم ہم اس پر ایمان نہیں

لائیں گے۔ نیز یہی حال بقیہ مشرکین کا بھی تھا کہ وہ سب کے سب آپ ﷺ کی صداقت میں شک نہیں کرتے تھے، اور یہ کہ حق آپ ہی کے ساتھ ہے، لیکن کبر وحسد نے انہیں کفر وعناد پر آمادہ کر دیا۔

۴- **ریاست اور سرداری:** ہدایت سے روکنے والی چیزوں میں سے سرداری اور سربراہی بھی ہے اگر چہ آدمی کے اندر حق کی تابعداری سے کبر وحسد نہ پائی جاتی ہو، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کے اندر حق کی پیروی اور حکومت واقتدار دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں اور وہ اپنی بادشاہت اور سرداری کے ساتھ بخیلی سے کام لے، جیسا کہ ہرقل اور اس کے ہم مثل لوگوں کا حال ہوا، چنانچہ اس نے ابوسفیان کے ساتھ گفتگو کے آخر میں کہا تھا: ((**اگر تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے تو وہ عنقریب میرے ان دونوں قدموں کے نیچے کی زمین کا مالک بن جائے گا، اور اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس کی ملاقات کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا، اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پیر دھوتا۔**)) اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ آپ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے؛ کیونکہ اسے اپنی زندگی اور سلطنت پر اپنی قوم سے خطرہ ہے، اور اس بیماری - اور یہی ارباب ولایت اور اہل اقتدار کی بیماری ہے- سے وہی شخص محفوظ رہا جسے اللہ تعالی نے بچا لیا مثلاً نجاشی، اور یہی بیماری فرعون اور اس کی قوم کی بھی تھی (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ﴾

''کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لائیں؟ حالانکہ خود ان کی قوم (بھی) ہمارے ماتحت ہے۔'' (المومنون:۴۷)

کہا جاتا ہے کہ: جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تابعداری اور تصدیق کا ارادہ کیا تو اپنے وزیر ہامان سے باہم مشورہ کیا، تو اس نے فرعون سے کہا: اب جبکہ آپ الہ (معبود) ہیں آپ کی پرستش کی جاتی ہے (اگر آپ نے موسیٰ کی پیروی کرلی تو) آپ غلام بن جائیں گے اور خود دوسرے کی پرستش کرنی پڑے گی، چنانچہ اس نے ہدایت پر ریاست کو ترجیح دی۔

۵-شہوت اور مال: موانع ہدایت میں سے شہوت اور مال بھی ہے۔ اور یہی وہ مانع ہے جس نے بہت سے اہل کتاب کو ایمان لانے سے باز رکھا کہ مبادا ان کے کھانے پینے کی چیزیں اور مال و دولت جو انکی قوم کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے وہ بند نہ ہوجائے۔ نیز کفار قریش آدمی کو اس کی شہوت اور خواہش کے مطابق اسے ایمان سے روک دیتے تھے، وہ اس کے پاس اس کی شہوت کے دروازے سے داخل ہوتے تھے، چنانچہ وہ زنا پسند کرنے والے شخص سے کہتے تھے کہ: وہ (محمد ﷺ) زنا کو حرام قرار دیتا ہے، اور شراب کے رسیا سے کہتے تھے کہ: وہ (محمد ﷺ) شراب کو حرام قرار دیتا ہے، اسی وجہ سے انہوں نے اعشیٰ نامی شاعر کو اسلام لانے سے روک دیا، انہوں نے اسے باخبر کردیا کہ وہ (محمد ﷺ) شراب

کوحرام قرار دیتا ہے، چنانچہ وہ رسول ﷺ کے پاس آتے ہوئے راستہ ہی میں تھا کہ وہیں سے واپس لوٹ گیا، اور اپنی اونٹنی سے گر کر ہلاک ہوگیا۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ: میں نے کئی اہل کتاب سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی، تو ان میں سے ایک شخص نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ: میں شراب پینا نہیں چھوڑ سکتا، اگر میں اسلام لے آیا تو تم میرے اور شراب کے درمیان حائل ہو جاؤ گے، اور اس کے پینے پر مجھے کوڑے لگاؤ گے۔ نیز ایک دوسرے شخص پر جب میں نے اسلام پیش کیا تو اس نے کہا کہ: جو کچھ آپ نے کہا وہ حق ہے، لیکن میرے مالدار اقارب ورشتہ دار ہیں، اگر میں اسلام لے آیا تو مجھے ان کی مال ودولت سے کچھ نہیں ملے گا، اور میری آرزو ہے کہ میں ان کا وارث بنوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے کفار کے دلوں میں (اسلام کے بارے میں) یہ قدر وعزت پائی جاتی ہے، لیکن جب ان کے حق میں ایمان کے داعیہ کی کمزوری کے ساتھ شہوت اور مال کے داعیہ کی قوت کا اجتماع ہو جائے تو بلا شبہ بندہ شہوت اور مال کے داعیہ پر لبیک کہے گا:

﴿وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ﴾

''اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا۔'' (الاحقاف:۳۲)

۶- اہل واقارب اور رشتہ داروں کی محبت: اہل واقارب اور رشتہ داروں کی

محبت بھی ہدایت سے مانع ہے۔ایسا شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اگر اس نے حق کی پیروی کی اوران (اہل واقارب) کی مخالفت کی تو وہ لوگ اسے الگ تھلگ کردیں گےاور بھگادیں گے۔اور یہی بہت سے کفار کےاپنی قوم اوراپنے اہل واقارب اور رشتہ داروں کے درمیان باقی رہنے کا سبب ہے، یہ صورتحال زیادہ تر یہود ونصاری کے درمیان پیش آتی ہے، وہ اپنے مذہب کی مخالفت کرنے والے ہر شخص سے کنارہ کشی اختیار کرلیتے ہیں اورسب کے سب اسکے دشمن بن جاتے ہیں،جس کا نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ بہت سے ابنائے یہودونصاری اوران کی طرف نسبت رکھنے والے حق کو پہچاننے کے بعد بھی اسے ترک کردیتے ہیں اوراس سے اعراض کرتے ہیں۔

جو شخص بیمار ہواوراس کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو، وہ آب شیریں کو بھی کڑوا سمجھتا ہے۔

۷-گھر اور وطن کی محبت: گھر اور وطن کی محبت بھی ہدایت کے موانع میں سے ہے اگر چہ وہاں کوئی رشتہ داراوراقربا نہ ہوں۔لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ رسول ﷺ یا ان اہل حق کی متابعت کرنے میں جو آپ ﷺ کے متبع ہیں، اپنے گھر بار اور مادروطن سے دیارغربت کی طرف خروج ہے؛ لہٰذا وہ پُر یقین ہونے کے باوجود حق کی تابعداری یا اسلام میں داخل ہونے پر وطن کی محبت کو ترجیح دیتا ہے۔جس شخص نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سیرت اوران کے حق تک پہنچنے کے راستہ میں پیش آمدہ کلفتوں اورصعوبتوں کے بارے میں پڑھا ہوگا اسے معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنے

نفس کے ساتھ کس طرح جہاد کیا، اور کس طرح اپنے اہل وعیال، رشتہ داروں اور وطن کو خیر آباد کہہ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور آپ کا نام ہی (حق کا متلاشی) پڑ گیا، اور بالکل یہی معاملہ تمام صحابۂ کرام کا بھی ہے جنہوں نے اپنے اہل وعیال، بیٹوں اور مال ودولت کو قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی فضل اور رضا مندی کو تلاش کرتے ہوئے مدینہ کی طرف نکل پڑے، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی اور یہی لوگ سچے ہیں۔

۸-(آبا واجداد پر طعنہ زنی کا خوف): آدمی کا یہ خیال کرنا کہ قبول اسلام اور رسول ﷺ کی تابعداری میں اپنے آباء واجداد پر عیب لگانا اور طعنہ زنی کرنا ہے، ہدایت کے موانع میں سے ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس نے ابو طالب اور ان کے ہم مثل لوگوں کو اسلام سے باز رکھا، چنانچہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو یہ اپنے آباء واجداد کی عقلوں کو بیوقوف ٹھہرانے کے مترادف ہے، اسی وجہ سے اللہ کے دشمنوں نے ابوطالب سے ان کی موت کے وقت کہا تھا: کیا آپ عبدالمطلب کی ملت سے پھر جائیں گے؟ تو انہوں جو آخری بات کہی وہ یہی تھی کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر قائم ہیں، چنانچہ اس طرح انہوں نے آپ کو قبول حق سے روک دیا؛ اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ اپنے باپ عبدالمطلب کی تعظیم کرتے ہیں، اور اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ وہ آدمی کے پاس اس کی شہوت کے دروازے سے یا اس دروازے سے آتے تھے، اسی لئے ابو طالب نے کہا تھا: **اگر بنوعبدالمطلب پر لعن طعن کا خوف نہ ہوتا تو میں اس (کلمۂ اسلام) کے ذریعہ آپ کی**

آنکھ ٹھنڈی کر دیتا، اس عندیہ کا اظہار انہوں نے اپنے شعر کے اندر کیا ہے:

مجھے معلوم ہے کہ دین محمد (ﷺ) دنیا کا سب سے بہترین دین ہے، اگر ملامت یالعن طعن کا ڈر نہ ہوتا تو آپ مجھے برملا اس کی موافقت کرنے والا پاتے۔

کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ: یہ سب گذشتہ لوگوں کی باتیں ہیں جو نیست و نابود ہو چکے، (لیکن) کچھ لوگوں کے نزدیک یہ شبہات (اب بھی) پائے جاتے ہیں، ہم نے بعض دیہاتی علاقوں میں لوگوں کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے کہ: میں اپنے آباء واجداد کی عادات اور تقالید کو نہیں چھوڑ سکتا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُواْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءنَا﴾ المائدۃ:۱۰۴

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا۔''

یہی وہ سبب ہے جس نے انہیں حق کی معرفت اور اسکا یقینی علم حاصل ہو جانے کے بعد بھی اسلام میں داخل ہونے یا قبول حق سے باز رکھا۔

۹- کسی دشمن کا حق کی تابعداری کر لینا یا اسلام لے آنا یا اسلام لانے میں پہل کر جانا بھی ہدایت کے موانع میں سے ہے: اس چیز نے بھی بہت

سے لوگوں کو حق پہچاننے کے بعد بھی ہدایت قبول کرنے سے باز رکھا؛ وہ اس طرح کہ آدمی کا کوئی دشمن ہوتا ہے جس سے وہ بغض رکھتا ہے اور اس زمین کو بھی ناپسند کرتا ہے جس پر وہ چلتا ہے اور جان بوجھ کر اسکی مخالفت کرتا ہے؛ لہٰذا جب وہ دیکھتا ہے کہ اس نے حق کی پیروی کر لی تو اس سے اسکی بغض وعداوت اسے حق اور اہل حق کی دشمنی پر آمادہ کر دیتی ہے اگر چہ اس کے اور ان (اہل حق) کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہو، اسی طرح کا معاملہ یہود کا انصار کے ساتھ پیش آیا؛ کیونکہ انصار، یہود کے دشمن تھے اور یہود انہیں اس بات کی دھمکی دیتے تھے کہ نبی ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر انصار سے قتال کریں گے، لیکن جب انصار اس نبی کی طرف سبقت کر گئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے تو یہود کو انصار کی دشمنی نے انہیں اپنے کفر اور یہودیت پر باقی رہنے پر آمادہ کر دیا۔

۱۰- ہدایت کے موانع میں سے: الفت، عادت ومنشا اور رسم ورواج بھی ہے: یہ سبب اگر چہ معنوی طور پر سب سے کمزور سبب ہے لیکن قوموں اور ارباب ادیان ومذاہب پر یہی سبب غالب ہے، اور اکثر لوگوں پر ہی نہیں بلکہ شاذ ونادر کو چھوڑ کر تمام لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ ہے، اور عادات وتقالید اور رسم ورواج ہی اکثر لوگوں پر غالب ہے، اور اس (عادت) سے منتقل ہونا ایک طبیعت سے دوسرے طبیعت کی طرف منتقل ہونے کے مترادف ہے، پس اللہ تعالیٰ کا درود

وسلام نازل ہواس کے انبیاء اور رسولوں پر اور خصوصاً اس کے آخری اور افضل رسول محمد ﷺ پر؛ کہ کیسے انہوں نے اپنی امتوں کے باطل رسم ورواج کو بدل دیا اور انہیں ایمان کی طرف منتقل کر دیا، یہاں تک کہ انہوں نے (ان کے اندر) ایک فطرت ثانیہ پیدا کر دی جس کی وجہ سے وہ اپنی اس فاسد عادات وتقالید اور طبیعت سے کنارہ کش ہو گئے جس کی تصویر کشی ان کے اس قول کے اندر کی گئی ہے: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ﴾

''ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔'' (الزخرف:۲۳)

دلوں پر اس چیز کی گراں باری کو وہی شخص جان سکتا ہے جس نے کسی ایک آدمی کو اس کے دین اور عقیدہ سے (دین) حق کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ رسولوں کو سب سے افضل بدلہ دے جو اس نے دنیا میں کسی شخص کو دی ہو۔

البتہ جہاں تک ہدایت کے اسباب کا تعلق ہے تو یہ بہت زیادہ ہیں، اور انہی میں سے: دعا، قرآن، رسول اور عقلی بصیرتیں ہیں۔ اور جس طرح بیماری سے شفایابی کے کچھ اسباب ہوتے ہیں اسی طرح ہدایت کے بھی اسباب ہیں، چنانچہ مریض جب بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور شفایابی اور صحت وعافیت کے حصول کے لئے اسباب اختیار کرتا ہے، بالکل یہی معاملہ ہدایت کا بھی ہے، اور اس کے لئے

کوشش عمل میں لائی جاتی ہے، اور اس (ہدایت) سے مانع صرف یہی اسباب ہیں جو دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں اگرچہ نگاہیں اندھی نہ ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم على رسوله الأمين۔

(عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ)*

*atazia75@gmail.com